نقشِ آب
از
حضرت مجذوبؒ

نقشِ آب

از حضرتِ مجذوبؔ

مطبع علمی اندرونِ لوہاری دروازہ لاہور

مصادیق حدیث مذکورالصدر مجموعہ رسائلِ ذیل یعنی

دوازدہ اذکارِ عبرت

و

مراقبہ موت

از

حافظِ عصر حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوب نور اللہ مرقدہ

مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور

قیمت ۲/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قال اللہ تعالیٰ فاعتبروا یا اولی الابصار

دوازدہ اذکارِ عبرت

جہاں میں ہیں عبرت کے ہر سُو نمونے
مگر تجھکو اندھا کیا رنگ و بُو نے

کبھی غور سے بھی یہ دیکھا ہے تو نے
جو معمور تھے وہ محل اب ہیں سُونے

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

ملے خاک میں اہلِ شاں کیسے کیسے
مکیں ہو گئے بے مکاں کیسے کیسے

ہوئے نامور بے نشاں کیسے کیسے
زمیں کھا گئی آسماں کیسے کیسے

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

زمیں کے ہوئے لوگ پیوند کیا کیا
ملوک و حضور و خداوند کیا کیا

دکھائے گا تو زور تا چند کیا کیا
اجل نے پچھاڑے تنومند کیا کیا

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں

اَجل نے نہ کسریٰ ہی چھوڑا نہ دارا / اِسی سے سکندر سا فاتح بھی ہارا
ہر اک لیکے کیا کیا نہ حسرت سدھارا / پڑا رہ گیا سب یونہی ٹھاٹھ سارا

جگہ جی لگانیکی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

یہاں پر خُوشی ہے مبدّل بصد غم / جہاں شادیاں تھیں وہیں اب ہے ماتم
یہ سب بر طرف، انقلاباتِ عالم / تری ذات ہی میں تغیّر ہیں ہر دم

جگہ جی لگانیکی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

تجھے پہلے بچپن نے برسوں کھلایا / جوانی نے پھر تجکو مجنوں بنایا!
بڑھاپے نے پھر آکے کیا کیا ستایا / اجل تیرا کر دے گی بالکل صفایا!

جگہ جی لگانیکی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

یہی تجکو دُھن ہے رہوں سب سے بالا / ہو زینت نرالی ہو فیشن نرالا
جیا کرتا ہے کیا یونہی مرنیوالا / تجھے حُسنِ ظاہر نے دھوکے میں ڈالا

جگہ جی لگانیکی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

وہ ہے عیش و عشرت کا کوئی محل بھی / جہاں تاک میں ہر گھڑی ہو اجل بھی

بس اب اپنے اِس جہل سے تو نکل بھی
یہ طرزِ معیشت اب اپنا بدل بھی

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

نہ دل دادۂ شعر گوئی رہے گا
نہ گرویدۂ شہرہ جوئی رہے گا
نہ کوئی رہا ہے نہ کوئی رہے گا!
رہے گا تو ذکرِ نکوئی رہے گا!

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

جہاں میں کہیں شور ماتم بپا ہے
کہیں فقر و فاقہ سے آہ و بکا ہے!
کہیں شکوۂ جور و مکر و دغا ہے
غرض ہر طرف سے یہی بس صدا ہے

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

بڑھاپے سے پا کر پیامِ قضا بھی
نہ چونکا نہ چیتا نہ سنبھلا ذرا بھی
کوئی تیری غفلت کی ہے انتہا بھی
جنوں تا کجے، ہوش میں اپنے آ بھی

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

اس بزم سے اُٹھ گئے دوست اکثر
اور اُٹھتے چلے جا رہے ہیں برابر!
یہ ہر وقت پیشِ نظر جب ہے منظر
یہاں پھر ترا دل بہلتا ہے کیونکر!

جگہ جی لگانیکی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

یہ دنیائے فانی ہے محبوب تجکو! — ہوئی واہ کیا چیز مرغوب تجکو!
نہیں عقل اتنی بھی مجذوب تجکو — سمجھ لینا اب چاہئے خوب تجکو!

جگہ جی لگانیکی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

مراقبہ موت

تو برائے بندگی ہے یاد رکھ! — بہرِ سر افگندگی ہے یاد رکھ!
ورنہ پھر شرمندگی ہے یاد رکھ — چند روزہ زندگی ہے یاد رکھ!

ایکدن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

تو نے منصب بھی اگر پایا تو کیا — گنج سیم و زر بھی ہاتھ آیا تو کیا!
قصر عالیشاں بھی بنوایا تو کیا! — دبدبہ بھی اپنا دکھلایا تو کیا!

ایکدن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

قیصر اور اسکندر و جم چل بسے — زال اور سہراب و رستم چل بسے

کیسے کیسے شیر و ضیغم چل بسے! | سب دکھا کر اپنا دم خم چل بسے

ایکدن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

زور یہ تیرا نہ بل کام آئے گا! | اور نہ یہ طولِ اَمل کام آئے گا!
کچھ نہ ہنگامِ اجل کام آئے گا! | ہاں مگر اچھا عمل کام آئے گا

ایکدن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

کیسے کیسے گھر اجاڑے موت نے | کھیل کتنوں کے بگاڑے موت نے
پہل تن کیا کیا بچھاڑے موت نے | سرو قد قبروں میں گاڑے موت نے

ایکدن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

کوچ ہاں اے بے خبر ہونیکو ہے | تابکے غفلت سحر ہونے کو ہے!
باندھ لے توشہ سفر ہونیکو ہے | ختم ہر فردِ بشر ہونے کو ہے!

ایکدن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

نفس اور شیطاں ہیں خنجر در بغل | وار ہونیکو ہے اے غافل سنبھل
آنہ جائے دین و ایماں میں خلل | باز آ، ہاں باز آ، اے بد عمل!

ایکدن مرنا ہے آخر موت ہے
کرے جو کرنا ہے آخر موت ہے

دفعتہً سر پہ جو آپہونچی اجل — پھر کہاں تو، اور کہاں دار العمل
جائے گا یہ بے بہا موقع نکل! — پھر نہ ہاتھ آئے گی عمرِ بے بدل

ایکدن مرنا ہے آخر موت ہے
کرے جو کرنا ہے آخر موت ہے

تجکو غافل فکرِ عقبیٰ کچھ نہیں! — کھا نہ دھوکا عیشِ دنیا کچھ نہیں
زندگیٔ چند روزہ کچھ نہیں! — کچھ نہیں اس کا بھروسہ کچھ نہیں

ایکدن مرنا ہے آخر موت ہے
کرے جو کرنا ہے آخر موت ہے

ہے یہاں سے تجکو جانا ایک دن — قبر میں ہوگا ٹھکانا ایک دن!
منہ خدا کو ہے دکھانا ایک دن — اب نہ غفلت میں گنوانا ایکدن!

ایکدن مرنا ہے آخر موت ہے
کرے جو کرنا ہے آخر موت ہے

سب کے سب ہیں رہروِ کوئے فنا — جارہا ہے ہر کوئی سوئے فنا
بہ رہی ہے ہر طرف جوئے فنا — آتی ہے ہر چیز سے بوئے فنا!

ایکدن مرنا ہے آخر موت ہے

کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

چند روزہ ہے یہ دنیا کی بہار
عمر اپنی یوں نہ غفلت میں گذار

دل لگا اس سے نہ غافل زینہار
ہوشیار اے محوِ غفلت ہوشیار

ایکدن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

ہے یہ لطفِ عیشِ دنیا چند روز
دارِ فانی میں ہے رہنا چند روز

ہے یہ دورِ جام و مینا چند روز
اب تو کر لے کارِ عقبیٰ چند روز

ایکدن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

عشرتِ دنیائے فانی ہیچ ہے!
مٹنے والی شادمانی ہیچ ہے

ہنسی عیشِ جاودانی ہیچ ہے!
چند روزہ زندگانی ہیچ ہے!

ایکدن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

ہو رہی ہے عمر مثلِ برف کم
سانس ہے اک رہروِ ملکِ عدم

چپکے چپکے رفتہ رفتہ دم بدم
دفعتہً اک روز یہ جائے گا تھم

ایکدن مرنا ہے آخر موت ہے
کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

آخرت کی فکر کرنی ہے ضرور!
زندگی اکدن گذرنی ہے ضرور

جیسی کرنی ویسی بھرنی ہے ضرور
قبر میں میت اُترنی ہے ضرور

ایکدن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

آنے والی کس سے ٹالی جائے گی!
روح رگ رگ سے نکالی جائے گی

جان ٹھیری جانے والی جائے گی!
تجھ پہ اکدن خاک ڈالی جائے گی

ایکدن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

توسنِ عمرِ رواں ہے تیز رُو
گندم از گندم بروید جو ز جو!

چھوڑ سب فکریں لگا مولیٰ سے لو
از مکافاتِ عمل غافل مشو!

ایکدن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

بزمِ عالم میں فنا کا دَور ہے!
تو ہے غافل یہ ترا کیا طور ہے!

جائے عبرت ہے مقامِ غور ہے
بس کوئی دن زندگانی اور ہے!

ایکدن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

سخت سخت امراض گو تو سہہ گیا
چارہ گر گو سخت جاں بھی کہہ گیا!

کیا ہوا کچھ دن جو زندہ رہ گیا
اک جہاں سیلِ فنا میں بہہ گیا!

ایکدن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

لاکھ ہو قبضہ میں تیرے سیم و زر
لاکھ تو قلعوں کے اندر چھپ مگر
لاکھ ہوں بالیں پہ تیری چارہ گر
موت سے ہرگز نہیں کوئی مفر!

ایکدن مرنا ہے آخر موت ہے،
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے،

سرکشی زیرِ فلک زیبا نہیں
جب تجھے مرنا ہے اکدن بالیقیں
دیکھ جانا ہے تجھے زیرِ زمیں!
چھوڑ فکرِ این و آں، کر فکرِ دیں

ایکدن مرنا ہے آخر موت ہے،
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

بہرِ غفلت یہ تری ہستی نہیں
رہگذرِ دنیا ہے، یہ بستی نہیں!
دیکھ جنت اسقدر سستی نہیں
جائے عیش و عشرت و مستی نہیں

ایکدن مرنا ہے آخر موت ہے،
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

عیش کر غافل نہ تو آرام کر!
یادِ حق دنیا میں صبح و شام کر
مال حاصل کر، نہ پیدا نام کر!
جس لئے آیا ہے تو وہ کام کر!

ایکدن مرنا ہے آخر موت ہے
کرے جو کرنا ہے آخر موت ہے

مال و دولت کا بڑھانا ہے عبث — زائد از حاجت کمانا ہے عبث
دل کا دنیا سے لگانا ہے عبث — رہگذر کو گھر بنانا ہے عبث

ایکدن مرنا ہے آخر موت ہے
کرے جو کرنا ہے آخر موت ہے

عیش و عشرت کیلئے انساں نہیں — یاد رکھ تو بندہ ہے مہماں نہیں
غفلت و مستی تجھے شایاں نہیں — بندگی کر تو اگر ناداں نہیں !

ایکدن مرنا ہے آخر موت ہے
کرے جو کرنا ہے آخر موت ہے

کجرووں کی یہ چٹک اور یہ مٹک — دیکھکر ہرگز نہ رستے سے بھٹک
ساتھ اُن کا چھوڑ ہاتھ اپنا جھٹک — بھول کر بھی پھر نہ پاس اُنکے پھٹک

ایکدن مرنا ہے آخر موت ہے
کرے جو کرنا ہے آخر موت ہے

حسنِ ظاہر پہ اگر تو جائے گا! — عالمِ فانی سے دھوکا کھائے گا
یہ منقش سانپ ہے ڈس جائیگا — رہ نہ غافل یاد رکھ پچھتائے گا

ایکدن مرنا ہے آخر موت ہے

کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

دارِ فانی کی سجاوٹ پر نہ جا !	نیکیوں سے اپنا اصلی گھر سجا !
پھر وہاں بس چین کی بنسی بجا !	اِنَّہٗ قَدْ فَازَ فَوْزًا مَّنْ نَّجَا

ایکدن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

خانۂ رنگیں ہے یہ دارِ جہاں !	طفلِ ناداں بن کے ریجھ اسپر نہاں
واہ تو نے دل لگایا ہے کہاں !	تجھکو رہنا ہی ہے کتنے دِن یہاں

ایکدن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

تو ہے اِس عبرت کدے میں بھی مگن	گو یہ ہے دار المحن بیت الحزن !
عقل سے خارج ہے یہ تیرا چلن !	چھوڑ غفلت ، عاقبت اندیش بن !

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

یہ تری غفلت ہے بے عقلی بڑی	مسکراتی ہے قضا سر پر کھڑی !
موت کو پیشِ نظر رکھ ہر گھڑی !	پیش آنے کو ہے یہ منزل کڑی

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

گرتا ہے دنیا پہ تو پروانہ وار !
گو تجھے جلنا پڑے انجام کار !

پھر یہ دعویٰ ہے کہ ہم ہیں ہوشیار
کیا یہی ہے ہوشیاروں کا شعار

ایکدن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

جیفۂ دنیا کا تو ہو پروانہ تُو !
اور کرے عقبیٰ کی کچھ پرواہ نہ تو

کسقدر ہے عقل سے بیگانہ تو !
اُسپہ بنتا ہے بڑا فرزانہ تو

ایکدن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

دفن خود صدہا کیئے زیرِ زمین !
پھر بھی مرنے کا نہیں حق الیقین

تجھ سے بڑھ کر بھی کوئی غافل نہیں
کچھ تو عبرت چاہئے نفسِ لعین

ایکدن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

یوں نہ اپنے آپ کو بیکار رکھ !
آخرت کے واسطے تیار رکھ !

غیرِ حق سے قلب کو بیزار رکھ
موت کا ہر وقت استحضار رکھ

ایکدن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

تو سمجھ ہرگز نہ قاتل موت کو
زندگی کا جان حاصل موت کو

رکھتے ہیں محبوب عاقل موت کو ۔۔۔ یاد رکھ ہر وقت غافل موت کو

ایکدن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

ترک اب ساری فضولیات کر ۔۔۔ یوں نہ ضائع اپنی تو اوقات کر!
رہ نہ غافل یادِ حق دن رات کر ۔۔۔ ذکر و فکرِ ہادم اللذات کر!

ایکدن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

یہ تری مجذوب حالت اور یہ سن ۔۔۔ ہوش میں آ اب نہیں غفلت کے دن
اب تو بس مرنے کے دن ہر وقت گن ۔۔۔ کس کمر در پیش ہے منزل کٹھن

ایکدن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

یہ تری پیرانہ مستی تابکے! ۔۔۔ یہ تری شہوت پرستی تابکے
یہ ترا گھر اور گھر بستی تابکے! ۔۔۔ تابکے یہ تیری ہستی تابکے!

ایکدن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

کر نہ تو پیری میں غفلت اختیار ۔۔۔ زندگی کا اب نہیں کچھ اعتبار!
حلق پر ہے موت کے خنجر کی دھار ۔۔۔ کر بس اب اپنے کو مُردوں میں شمار

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

بوقت وفات جگر گوشۂ خود حافظ فیض الحسن مرحوم و مغفور

نگاہوں سے جو اوجھل جلوۂ جانانہ ہو جائے ؛ میری نظروں میں کیوں نا یکبھر دنیا ہو جائے
نصیحت تیری ناصح شکوۂ بیجا نہ ہو جائے ؛ رواں بے اختیار آنکھوں سے کیوں دریا نہ ہو جائے

کروں کیا صبر کا لبریز جب پیمانہ ہو جائے

یہ عالم عیش و عشرت کا یہ حالت کیف و مستی کی ؛ بلند اپنا تخیل کر یہ سب باتیں ہیں پستی کی!
جہاں در اصل ویرانہ ہے گو صورت ہے بستی کی ؛ بس اتنی سی حقیقت ہے فریب خواب ہستی کی!

کہ آنکھیں بند ہوں اور آدمی افسانہ ہو جائے

کسی کو رات دن سرگرم فریاد و فغاں پایا ؛ کسی کو فکر گوناگوں سے ہر دم سرگراں پایا
کسی کو ہم نے آسودہ نہ زیر آسماں پایا ؛ بس اک مجذوب کو اس غمکدہ میں شاد ماں پایا

جو بچنا ہو غموں سے آپکا دیوانہ ہو جائے